ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

سیرت النبی ﷺ کا تشبیہ کی رو سے مطالعہ

محمد یاسین

پی۔ایچ۔ڈی اسکالر، قرطبہ یونیورسٹی آف سائنس و ٹیکنالوجی، پشاور

ڈاکٹر تحسین بی بی

ایسوسی ایٹ پروفیسر، قرطبہ یونیورسٹی آف سائنس و ٹیکنالوجی، پشاور

ذکیہ بی بی

لیکچرار شعبہ اُردو جامعہ بُونیر

Seerat is an Arabic word which literally means to walk, to take a path, to adopt an attitude or method, to set off, to act, etc. Thus the meaning of Sirat is state, attitude, method, gait, character, trait and habit. From this in Urdu, the words construction of biography, biography, maturation of biography, good biography, bad biography and good biography etc. are used. has been used to describe For example, the names of the books, Sirat Aisha or Sirat Al-Mutakhreen, etc. The word Sirat is now only used as a term to describe all the circumstances of the blessed life of the Holy Prophet, while the use of the word Sirat for the circumstances of any other selected personality has become almost obsolete. Now, if the words like Rasul, Nabi, Prophet or Mustafa are not used along with the words like study of biography or books of biography, then every reader understands that it means the biography of the Holy Prophet. Some places are compared with these words. . Jalsa Sirat, Sirat conference, Sirat articles, Sirat numbers of newspapers and magazines, etc., are used in many words. In all these techniques, the word Sirat always means Sirat-ul-Nabi. Sometimes, due to the expression of politeness and respect, the blessed name of the Prophet ﷺ is compared with these names. Like Sirat Tayyaba, Sirat Mutahra and Sirat Pak etc.

کلیدی الفاظ: سیرت، محمد ﷺ، علم بیان، تشبیہ، تشبیہ مفصل، تشبیہ مجمل، تشبیہ قریب، تشبیہ بعید وغیرہ

سید سلیمان ندوی کی پیدائش ۲۲ نومبر ۱۸۸۴ بمطابق ۲۳ صفر ۱۳۰۲ جمعہ کے دن صوبہ بہار ضلع پٹنہ کے ایک مشہور دیسنہ نامی گاؤں میں ہوئی۔ یہ چھوٹا سا گاؤں پورے صوبے میں امتیاز و شہرت رکھتا تھا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس خاک نے کثیر علماء و فضلاء، انجینئر اور ڈاکٹروں کو جنم دیا۔ اس گاؤں میں سادات کرام کا ایک خاندان تھا جس کے مورث اعلیٰ مشہد مقدس سے شہاب الدین غوری کے ہمراہ ہندوستان آئے تھے۔ "سید صاحب اسی خاندان کے لعل بے بہا تھے ان کو دادھیال اور نانہال دونوں جانب سے سیادت کا شرف حاصل تھا یعنی پدری سلسلہ نسب امام موسی رضا اور مادری امام زید تک پہنچتا ہے۔ سید صاحب نے اپنی ابتدائی تعلیم کا آغاز اپنے آبائی گاؤں سے کیا۔ آپ کو اسی گاؤں کے معلم خلیفہ انور علی اور اس کے بعد مقصود اکھدوی سے علم حاصل کرنے کا شرف حاصل ہے۔

> "اردو اور فارسی کی ابتدائی تعلیم سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد اپنے بڑے بھائی سے "میزان منشعب" پڑھی۔ اس کے بعد اعلی تعلیم کے حصول کے لیے آپ نے اپنے والد صاحب کی صحبت اختیار کی۔ وہاں سے ۱۸۹۹ میں پھلواری شریف پٹنہ آئے یہاں تک ایک سال خانقاہ مجیبی میں قیام کر کے مولانا محی الدین سے عربی کی کچھ کتابیں پڑھیں یہیں قیام کے دوران شاہ سلمان پھلواری کی بارگاہ سے فیض یاب ہونے کا موقع ملا اور ان سے منطق کے بعد اسباب کا درس لیا(۱)۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

سید صاحب کی کل تین شادیاں ہوئی پہلی شادی چچازاد بہن سے ہوئی ان سے کئی اولادیں ہوئیں اس میں سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہی زندہ رہے آپ کی بیٹی کا نام سیدہ تھا اور ان کی شادی نواب اشرف صاحب سے ہوئی ان کا انتقال بھری جوانی میں ہوا اور دوسری شادی سید عبدالودود کی صاحبزادی سے ہوئی مگر ڈیڑھ سال بعد ہی سیدہ کا انتقال ہو گیا۔

آپ نے اپنی بیوی کی جدائی کا اتنا گہرا اثر لیا کہ باقی کی زندگی اکیلے بسر کرنے کا فیصلہ کیا لیکن اپنے چچا اور والد کے اصرار پر آپ نے 1920 میں دوسری شادی کر لی۔ لیکن دو سے ڈھائی برس کے بعد آپ کی دوسری بیوی بھی رحلت کر گئی اور اس کے بعد آپ کے لیے اکیلے گھریلو اور اولاد کی ذمہ داریاں اٹھانا مشکل ہو گیا آپ نے اپنی اس مجبوری کے پیشِ نظر تیسری شادی مظفر پور کے مشہور سیاسی لیڈر مولوی محمد شفیق داؤدی صاحب مرحوم کی عزیزہ سے کی۔ سید صاحب مولانا عبدالماجد صاحب کو 14 جنوری 1923 میں ایک خط لکھتے ہیں جس میں اپنی شادیوں کا تذکرہ درج ذیل الفاظ میں کرتے ہیں:

"یقین جانیے پہلی شادی کے بعد تمام دوسری شادیوں کو میں نے ایک رسمی تقریب سمجھا، انتہائی سادگی، خاموشی اور اخفا کے ساتھ یہ کار خیر انجام پایا، طرف ثانی کے لیے بھی میں نے یہی شرط رکھی تھی اور انہوں نے پوری طرح وفا کیا، یہاں تک کہ میں ایک جوڑا کپڑا تک ساتھ نہیں لے گیا، یکم جنوری کو نکاح ہوا، ۹ کو رخصتی ہوئی، اعظم گڑھ سیدھے لے آیا، دستور زمانہ کے مطابق وطن بھی نہیں لے گیا کہ وہاں کچھ مراسم مسرت نہ ظاہر ہوں میرے لیے پچھلی غم ناک حسرتوں کی یادتازہ نہ ہو" (۲)

ڈھلتی عمر کے باعث آپ کی جوانی اور صحت کا سورج بھی غروب ہونے لگا۔ مسلسل سفر کرنے کی وجہ سے آپ کی صحت خراب رہنے لگی لیکن عمر بھر کی اس عادت کا ساتھ چھوڑنا آپ کے لیے مشکل تھا۔ آپ کے احباب نے آپ کو ترک سفر کی ہدایت کی لیکن آپ اس پر آمادہ نہ ہوئے لیکن دوبارہ الندوۃ العلماء کے سلسلے میں آپ کو سفر جاری رکھنا پڑا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آپ کی صحت بگڑ گئی۔ ڈھلتی عمر کے ساتھ آپ کو اپنے مرض کی نزاکت کا احساس ہو گیا آپ نے وفات سے قبل اپنی اہلیہ اور اپنے داماد سے گفتگو فرمائی۔ ۲۳ نومبر ۱۹۵۳ کو یہ چمکتا ستارہ آخر کار ڈوب گیا۔ حکومت کے عہدہ داروں سے طے پانے کے بعد آپ کی تدفین مولانا محمد بشیر کے احاطے میں ہوئی۔ آپ کے غسل اور تدفین کے فرائض صوفی محمد ادریس صاحب ڈاکٹر عبدالحئ صاحب اور ابو عاصم صاحب نے انجام دیے۔

علم بیان بلاغت کی ایک شاخ ہے۔ علم بیان ان قواعدوں اور اصول وضوابط کی تفصیل ہے جس میں ایک لفظ کو معنی کے لحاظ سے مختلف صورتوں میں بیان کیا جاتا ہے اور ایک معنی کی تفصیلاً کئی معنی اخذ کیے جاتے ہیں اس سے تحریر، اسلوب اور بیان میں شائستگی پیدا ہوتی ہے اور الفاظ کے معنی و مطالب کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے اس سے تحریر موثر اور دلکش ہو جاتی ہے علم بیان کو تفصیلاً بیان کرنے سے پہلے کچھ موثر تعریفوں سے بحث لازم ہے۔

"وہ علم جو ایسے اصول و قواعد بیان کرتا ہے جن کے ذریعے سے ایک مطلب مختلف عبارتوں میں اس طرح ادا کر سکیں کہ ایک معنی بہ نسبت دوسرے کے زیادہ یا کم واضح ہو، علم بیان کہلاتا ہے" (۳)

امام بخش صہبائی نے علم بیان کی جو تعریف متعین کی ہے اس کی پیروی اردو کے اکثر ماہرین بلاغت نے کی ہے، مثلاً وہ لکھتے ہیں:

"علم بیان چند قاعدوں کا نام ہے کہ ان کو اگر اسی طرح سے یاد کریں کہ وہ سب ذہن میں حاضر رہیں تو ایک معنی کو کئی طریق سے ادا کر سکتے ہیں اور وہ طریق مختلف ہوتے ہیں۔ بعض ان میں سے اس معنی پر اس طرح سے دلالت کرتے ہیں کہ اس سے وہ معنی صاف سمجھے جاتے ہیں اور بعض سے وہ معنی صاف صاف اور واضح نہیں سمجھے جاتے بل کہ بعد فکر اور تامل کے سمجھ میں آتے ہیں" (۴)

حافظ سید جلال الدین نے البتہ دلالتوں کا ذکر کیا ہے اور پھر بیان کی وہی تعریف کی ہے جو اوپر گزر چکی ہے۔

"یعنی علم بیان ایک ملکہ کا نام ہے جو ان تمام قواعد کو محفوظ کر لینے کے بعد پیدا ہوتا ہے جن میں معنی کو مختلف اسلوبوں سے ادا کرنے کے طریقے بتائے گئے ہوں۔ ان اسلوبوں میں سے بعض اسلوب معنی کے بتانے میں زیادہ واضح ہوتے ہیں اور بعض کم" (۵)

"درحقیقت علم بیان وہ ہے کہ جس کو مستحضر رکھنے سے ایک معنی کو کئی طریق سے لکھ سکیں کہ ان میں سے کوئی طریق مطلوب پر دلالت واضح رکھتا ہوا اور کوئی واضح تر"(٦)

لغات میں بیان کے معانی یہ لکھے ہیں:

"بیان: بافتح فصاحت وزبان آوری وبہ معنی پیدا و آشکار شدن و پیدا و ظاہر گفتن وچیزی وسخن پیدا و کشادہ نفتن"(٧)

علم بیان میں چونکہ مختلف الفاظ اور معنی و مطالب کی جانچ پرکھ ہوتی ہے لہذا اس کی وسعت کے پیش نظر علم بیان میں چار چیزوں سے بحث کی جاتی ہے۔

تشبیہ:

"تشبیہ کے لفظی معنی ایک چیز کو دوسری کے مانند قرار دینے کے ہیں۔ علم بیان کی رو سے جب ایک چیز کو کسی مشترک خصوصیت کی بناپر دوسری چیز کی مانند قرار دیا جائے جب کہ وہ دوسری چیز میں زیادہ پائی جاتی ہو تو اسے تشبیہ کہتے ہیں۔ مثلاً"چشمے کا پانی برف کی طرح ٹھنڈا ہے۔

ے نازکی اس کے لب کی کیا کہیے
پنکھڑی ایک گلاب کی سی ہے"(٨)

تشبیہ کا مطلب ہے ایک چیز کو مخصوص خصوصیت کی بناپر کسی دوسری چیز کی مانند قرار دینا لیکن اس بات کا دھیان رکھنا کہ وہ وہ اپنی دو چیزیں جن کو آپس میں مماثل قرار دیا جارہا ہے وہ اپنی اپنی کیفیت کی بناپر ایک دوسرے سے الگ ہوں۔

محمد سجاد مرزا بیگ لکھتے ہیں:

"تشبیہ کے معنی ہیں کسی خاص لحاظ سے ایک شے کو کسی دوسری شے جیسا ظاہر کرنا ہے۔

ے کھا کھا کے اوس اور بھی سبزہ ہرا ہوا
تھا موتیوں سے دامن صحرا بھرا ہوا

اوس کے قطروں کو موتیوں سے تشبیہ دی۔ جس چیز کو دوسری چیز سے تشبیہ دیں وہ مشبہ ہے۔"(٩)

اس شعر میں اوس کے قطروں کو موتیوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ کیونکہ شبنم کے قطرے صبح سویرے گھاس پر خوبصورت موتیوں کا عکس پیش کرتے ہیں۔ عکس عکس یہاں اس لیے کہا جارہا ہے کہ وہ قطرے موتیوں جیسے لگتے ہیں لیکن ہوتے نہیں یعنی دونوں چیزوں میں اختلاف موجود ہے۔

تشبیہ کی اقسام:

۔تشبیہ مفصل۔ تشبیہ مجمل۔ تشبیہ جمع۔ تشبیہ بعید۔ تشبیہ قریب۔ تشبیہ مفروق۔ تشبیہ مرسل۔ تشبیہ موکد۔ تشبیہ مفلوف۔ تشبیہ تسوید۔ تشبیہ مضمر

یہاں تشبیہ اور اس کے ارکان اور اقسام کے بارے میں مختصر بتایا گیا۔ ہے۔ آگے چل کر ان تمام اجزاء سے تفصیلاً بحث ہوگی۔ یہاں سیرت النبی ﷺ میں سے چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔ قرآن نے کہا:

"ارَءَيْتَ الَّذِي يَنْهَى عَبْدًا إِذَا صَلَّى

کیا تو نے دیکھا اس شخص کو جو ایک بندہ الہی کو نماز سے روکتا ہے۔

"یہ رؤسائے قریش کی مہلت کا اخیر لمحہ تھا۔ آنحضرت ﷺ نے بلند آواز میں بددعا کی اور اس آخری معجزہ ہلاک کی درخواست کی مگر پھر بھی رحمت عالم ﷺ کی شفقت دیکھئے کہ حضرت نوح اور حضرت موسی کی طرح پوری قوم کی تباہی و بربادی کی دعا نہیں مانگی، بلکہ صرف قریش کے رئیسوں کو بددعا دی اور ان میں سے بھی صرف سات رئیسوں

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

کے نام لیے اور فرمایا "قریش کے سرداروں کو لے، خداوندا! ابو جہل عقبہ، شیبہ، عقبہ بن محیط، امیہ بن خلف، ولید بن عتبہ اور ابی بن خلف کو پکڑ۔ یہ بددعا سن کر سب کے ہوش اڑ گئے۔"(۱۰)

یہاں نبی اور رسول کو، بادشاہوں، فلاسفروں اور حکیموں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ جیسا کہ بادشاہ اپنی ریاست کا جوابدہ ہوگا۔ اسی طرح نبی اور رسول بھی اپنی امت کے جوابدہ ہوں گے، فلاسفروں کی طرح انبیاء اور رسول بھی اپنی امت کے جذبات، خیالات اور اعمال کی تشریح کرتے ہیں اور ان کی غلطیاں اور کوتاہیاں اُن کو بتاتے ہیں تاکہ وہ راہ راست پر آجائیں۔ اس طرح حکیموں کی طرح وہ انسانوں کے رویوں اور اخلاقیات پر گہری گرفت رکھتے ہیں۔

"انبیا بھی ایک بادشاہ کی طرح جماعتوں کا انتظام کرتے ہیں، مگر ملک کے خراج اور زمین کی آبادی کے لیے نہیں بلکہ خدا کے لیے وہ بھی جان ومال کی حفاظت کے لیے مقنن کی طرح قانون بناتے ہیں اور قاضی کی طرح سزا و جزا کا حکم سناتے ہیں، مگر انعام شاہی اور تنخواہ ماہانہ پا کر کسی دنیاوی بادشاہ کے فرمان کی تعمیل کے لیے نہیں بلکہ جسم و جان کے شہنشاہ اور کائنات کے مالک کے فرمان کی تعمیل میں وہ بھی فلاسفر کی طرح رموز و اسرار کا پردہ فاش کرتے ہیں، مگر تجربہ ،استقرا اور قیاس سے نہیں بلکہ عالم اسرار کے مبدء علم سے فیض پا کر وہ بھی حکیم وواعظ کی طرح پر تاثیر کلام کرتے ہیں مگر ان کے مانند اپنے دل سے جوڑ کر نہیں بلکہ خدا سے سن کر اور وہ صرف کہتے نہیں بلکہ جو کہتے ہیں وہ کرتے ہیں، اور جو کرتے ہیں وہ دوسروں سے کراتے ہیں، وہ خدا سے ہیں، خدا سے پاتے ہیں اور اسی سے سنتے ہیں اور وہی اوروں کو سناتے ہیں، غرض اوپر آسمان سے ان کو جو کچھ ملتا ہے وہی نیچے زمین پر سب کو بانٹتے ہیں۔"(۱۱)

اگر اس بات کے پس منظر کو سمجھا جائے تو حقیقی اور مجازی دنیا کے رموز و اوقاف بالکل متوازی سمت میں چلتے ہیں لیکن پھر بھی کہیں نہ کہیں ان میں ذات پات کا فرق ہے۔ یہاں انبیا کو بادشاہوں سے تشبیہ دینے کا مقصد صرف اور صرف اس حقیقی اور مجازی دنیاوی پہلوؤں کو آشکار کرتا ہے۔ بادشاہوں کی ریاست اور اُن کے قواعد وضوابط کو انبیاء کی ریاست سے مماثل قرار دیا گیا ہے لیکن فرق صرف اتنا بتایا ہے کہ یہ دونوں دنیا میں بظاہر مماثل نظر تو آتی ہیں لیکن بادشاہوں اور نبیوں کی ریاست میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ بادشاہ دنیاوی اور مجازی دنیا میں کھو جاتا ہے جب کہ انبیا کا تمام تر دائرہ حقیقی دنیا کے گرد گھومتا ہے۔

"معجزات تو بہر حال کسی نہ کسی آنی زمانہ اور مخصوص وقت میں ظاہر ہوتے ہیں اور پھر دنیا کے دوسرے حوادث کی طرح فنا ہو جاتے ہیں، اس بنا پر اگر ہر معاند کے سوال پر پیغمبر معجزہ ہی دکھاتا رہے تو یہ تسلسل شاید کبھی ختم نہ ہو اور پیغمبر کی زندگی صرف ایک تماشاگر کی حیثیت اختیار کر لے۔ اس لیے ظاہری معجزہ طلب کرنے والوں کو دائی اور مسلسل معجزہ صرف ملتفت ہونے کی تاکید ہوتی ہے۔

وَقَالُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ ايَتٌ مِنْ رَبِّهِ قُلْ إِنَّمَا الأَيْتُ عِندَ اللهِ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُبِين أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا انْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَبَ يُتْلَى عَلَيْهِمْ (العنکبوت ۲۹:۵۰، ۵۱)

اور وہ کہتے ہیں کہ اس پیغمبر پر اس کے پروردگار کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں اترتی، کہہ دے کہ نشانیاں تو خدا ہی کے پاس ہیں، میں صرف کھلا ہوا ڈرانے والا ہوں، کیا یہ ان کو بس نہیں کرتا کہ ہم نے تجھ پر کتاب اتاری جو ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہے۔"(۱۲)

یہاں ایمان والوں کو کفار سے تنبیہ کی گئی ہے کہ تم ان لوگوں کی طرح نہ ہونا جو دکھاوے سے لوگوں کو اپنی طرف راغب کرتے ہیں اور خود کو بڑاد کھانے کے چکر میں خدا کے غضب کا شکار ہو جاتے ہیں اور نہ ہی وہ ایمان والوں میں سے ہیں اور نہ ہی یہ خدا پر یقین رکھتے ہیں اس لیے اس آیت میں ایمان والوں کو سختی سے ان کی صف میں کھڑا ہونے سے دور فرمایا گیا ہے۔

تشبیہ مفصل:

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے تشبیہ مفصل یعنی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اس کا مطلب ہے کہ تمام ارکان تشبیہ، تشبیہ مفصل میں شامل ہوتے ہیں۔اب سیرت نبوی سے اس کا جائزہ پیش کیا جائے گا۔

"قُلْ أَرَءَ يْتُمْ إِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهِ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِي إِسْرَاءِ يْلَ عَلَى مِثْلِهِ فَأَمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ(الاحقاف ۔ ۴۶:۱۰)

اے پیغمبر! ان سے کہو کہ غور کرو، اگر یہ قرآن خدا کی طرف سے ہو اور تم اس سے منکر ہو اور بنی اسرائیل میں سے ایک گواہ نے اس طرح کی ایک کتاب نازل ہونے کی گواہی بھی دی اور ایمان بھی لایا اور تم مغرور بنے رہے تو ایسی صورت میں تمہارا کیا انجام ہوگا۔"(۱۳)

تشبیہ مجمل:

اب کچھ مثالیں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پیش کی جائیں گی۔

"وَنَفْسٍ وَمَا سَوّٰهَا ، فَأَ لْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوٰهَا قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دسها (الشمس : ۹۱-۷ تا ۱۰)

قسم ہے نفس کی اور جیسا اس کو ٹھیک کیا، پھر اس میں اس کی بدی اور نیکی الہام کر دی، بے شبہ جس نے اس نفس کو صاف ستھرا بنایا وہ کامیاب ہوا اور جس نے اس کو مٹی میں ملایا وہ ناکام رہا۔"(۲۸)

یہاں ویرانہ میں تعمیر کی گئی عمارت جو کہ کسی نعمت سے کم نہیں ہوتی اس کو خالق کے دوجہاں کی عمارت یعنی کل کائنات سے تشبیہ دی گئی ہے جس طرح ویرانے میں قائم شدہ عمارت راہ چلتوں کو سہارا اور رہنے کی جگہ مہیا کرتی ہے بالکل اسی طرح خالق دوجہاں کی عمارت بھی لوگوں کی آسانی کے لیے سامان آرائش سے لبریز ہے جو ان نشانیوں پر غور و فکر نہیں کرتا وہ بڑا ظالم ہے۔اسلام ایک مذہب ہے جس میں ہر چیز میں آسانی اور سکون پیدا کیا گیا ہے تا کہ خدا کی مخلوق کسی پریشانی کا شکار نہ ہو اسلام کا پہلا رکن نماز ہے نماز کے تمام امور کو احسن طریقے سے ادا کرنا احسن مسلمان پر فرض ہے۔

تشبیہ قریب:

"تشبیہ قریب جس تشبیہ میں وجہ شبہ آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہو اسے تشبیہ قریب کہتے ہیں۔"(۱۴)

ایک اور تعریف دیکھیں:

"تشبیہ قریب تو وہ ہے کہ اس کی وجہ شبہ جلدی سمجھ میں آجائے۔نجم الغنی کے قول کے مطابق ایسی تشبیہ مبتذل ہوتی ہے۔اس کے اسباب تو انہوں نے کئی بتائے ہیں لیکن بہر حال ان کی تعریف کے مطابق اشعار مبتذل ہوں گے۔

دیدنی ہے شکستگی دل کی
کیا عمارت غموں نے ڈھائی ہے
کھلنا کم کم کلی نے سیکھا ہے
تیری آنکھوں کی نیم خوابی ہے"(۱۵)

درج بالا تعریفوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ تشبیہ قریب سے مراد وہ تشبیہ ہے جس میں وجہ شبہ بغیر کسی غور و فکر کے آسانی سے سمجھ آجائے یعنی کوئی فقرہ پڑھ کر یہ بات سمجھ آجائے کہ اس فقرے میں تشبیہ دی گئی ہے ایسی تشبیہ تشبیہ قریب کہلاتی ہے، تشبیہ قریب کی مثالیں سیرت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے درج ذیل میں پیش کی جارہی ہیں۔

"اني لا راكم من ورائي كما اراكم

میں جس طرح تم کو دیکھ رہا ہوں اسی طرح میں تم کو پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔"(۱۶)

عموماً نبوت اسلام سے پہلے لڑکیوں کو زندہ در گور کرنے کا رواج عام تھا لیکن اسلام نے عورت کے حقوق غضب کرنے کی بجائے اس کو برابر کے حقوق دیے ہیں اس آیت میں اسلام سے پہلے اور بات کی صورتحال کو پیش کیا گیا ہے اور بیٹیوں کی پرورش کا اجر و ثواب بتایا گیا ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

تشبیہ بعید:

"تشبیہ بعید میں وجہ شبہ تامل کے بعد معلوم ہوتی ہے۔ اگر اس قسم کی تشبیہ میں خواہ مخواہ معما سازی اور اخفائے مطلب کی کوشش نہ کی جائے تو نادر اور حیرت انگیز ہونے کے ساتھ ساتھ دلچسپ اور معاون حصول معانی بھی ہوتی ہے اور یہی تشبیہ کا منصب ہے۔

نجم الغنی نے اور مثالوں کے علاوہ یہ اشعار بھی نقل کیے ہیں:

یوں برچھیاں تھیں چار طرف اُس جناب کے
جیسے کرن نکلتی ہو گرد آفتاب کے "
(۱۷)

بقول سحاب خان:

"وہ تشبیہ جس کی وجہ شبہ کافی غور وخوض کے بعد سمجھ میں آئے تشبیہ بعید کہلاتی ہے"(۱۸)

"تِلْكَ مِنْ انْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ مَا كُنتَ تَعْلَمُهَا انتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هَذَا (هود ۱: ۴۹)

یہ غیب کی بعض خبریں ہیں ہم ان کو وحی کرتے ہیں تیری طرف تو تو ان کو پہلے جانتا ہی نہ تھا اور نہ تیری قوم جانتی تھی۔"(۱۹)

یہاں اس آیت کو حضرت نوح علیہ السلام سے منسوب کیا گیا ہے کہ خدا کی طرف سے ان کو پیغمبر چن لیا گیا ہے اور اب ان کو خدا غیب کی وہ خبریں دیتا ہے جو نہ تو پہلے حضرت نوح کو معلوم تھی اور نہ ہی ان کی قوم جانتی تھی۔

تشبیہ جمع:

"جس تشبیہ میں مشبہ ایک اور مشبہ بہ ایک سے زیادہ ہوں اسے تشبیہ جمع کہتے ہیں"۔(۲۰)

مثال کے طور پر:

شمع کی مانند ہم اس بزم میں
چشم تر آئے تھے دامن تر چلے (۲۱)

ایک مثال دیکھیے:

"الَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ
(آل عمران : ۳-۱۳۴)

جو خوش حالی اور تنگ دستی دونوں حالتوں میں (خدا کے نام) خرچ کرتے ہیں اور غصہ کو روکتے اور لوگوں کو معاف کرتے ہیں اور اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے"۔(۲۲)

اس آیت میں اللہ تعالی کا قرب حاصل کرنے کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ وہ لوگ جو اپنے جذبات پر قابو رکھتے ہیں یعنی غصے میں کوئی غلط قدم نہیں اٹھاتے اور نہ ہی کوئی غلط بات کرتے ہیں اور خود کماتے ہیں اور خدا کی راہ میں تجارت کی غرض سے صرف کرتے ہیں اور وہ لوگ خدا کے دوست ہیں۔ یہاں اسلام کی شخصی قوت کا مقابلہ روم ایران سے کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ روم ایران اور حیرہ وغسان ایسے ممالک تھے جو اپنی دھاک دنیا پر بٹھانے کے لیے صلح وآشتی سے کام لیتے تھے اسلام کی طاقت اس سے بالکل مختلف تھی جو ہر بنی نوانسان کو نظام وسعت کی تلقین کرتا ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

6۔ تشبیہ مفروق:

سحاب خان نگارستان میں لکھتے ہیں:

"جس تشبیہ میں ہر مشبہ کے ساتھ مشبہ بہ کا ذکر آئے تشبیہ مفروق کہلاتی ہے۔ مثلاً:

ے اچھا ہے نہیں آئے وہ دھوپ کی گرمی میں
قامت تو قیامت تھا سایہ بھی بلا ہوتا

اس شعر میں قامت مشبہ اور قیامت مشبہ بہ اور سایہ مشبہ اور بلا مشبہ بہ ہیں۔"(۲۳)

ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

"سجدہ گاہ عام: اسلام کے علاوہ جس قدر مذاہب ہیں، وہ اپنے مراسم عبادت کے ادا کرنے کے لیے چند گری ہوئی چار دیواریوں کے محتاج ہیں، گویا ان کا خدا ان ہی کے اندر بستا ہے، یہود اپنے صومعوں اور قربان گاہوں سے باہر نہ خدا کو پکار سکتے ہیں اور نہ قربانی کے نذرانے پیش کر سکتے ہیں، عیسائی اپنے کنیسوں کے بغیر خدا کے آگے نہیں جھک سکتے، یہاں تک کہ بت پرست قومیں بھی اپنے بت خانوں ہی کی چار دیواریوں کے اندر اپنے دیوتاؤں کو خوش کر سکتی ہیں لیکن اسلام کے عالم گیر مذہب کا خدا اس آب و گل اور سنگ و خشت کی چار دیواریوں میں محدود نہیں، وہ ہر جگہ ہے اور ہر جگہ سے پکارا جا سکتا ہے، کوہ و صحرا خشکی و تری مسجد و کنشت ہر جگہ اس کے سامنے سجدہ کیا جا سکتا ہے، وہ جس طرح مسجدوں کے اندر ہے، مسجدوں کے باہر بھی ہے، اس کی قربانی مشرق و مغرب ہر جگہ گزاری جا سکتی ہے"(۲۴)

جیسا کہ تعریف اور مثالوں سے واضح ہو چکا ہے کہ تشبیب مفروق تشبیہ کی ایسی قسم ہے جس میں تشبیہ کے پہلے دو ارکان یعنی مشبہ بہ اور مشبہ یا ایک ساتھ آئیں بہتر سمجھنے کے لیے ہم اس کو یوں بیان کر سکتے ہیں کہ جس چیز کو تشبیہ دی جائے اور جس چیز کے ساتھ دی جائے ان دونوں ارکان کا موجود ہونا تشبیہ مفروق کہلاتا ہے

ایک اور آیت ملاحظہ فرمائیں:

"وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ (البقرہ)

اور اس وقت تک کھاؤ اور پیو جب تک رات کا تاریک خط صبح کے سپید خط سے ممتاز نہ ہو جائے۔"(۲۵)

یہاں رات کے تاریک خط کو صبح کے سفید خط سے ممتاز ہونے پر کھانے پینے روز مرہ کے کام کرنے کا حکم ہے یعنی رات کو آرام کے لیے بنایا گیا ہے اسی لیے دن کو کام کرنے اور رات کو آرام کرنے کا حکم ہے۔

تشبیہ ملفوف:

"اس تشبیہ میں مشبہ اور مشبہ بہ دونوں متعدد ہوتے ہیں ترتیب میں مشبہ ایک ساتھ آئے اور مشبہ بہ ایک ساتھ آئے۔"(۲۶)

ے غصہ نار کا یوں ہے اس نار میں
کہ جیوں آگ اچھلتی ہے انگار میں(۲۷)

اس شعر میں محبوب کے غصے کو آگ سے تشبیہ دی گئی ہے اور آگ کو انگار سے ملایا گیا ہے یعنی اس شعر میں مشبہ اور مشبہ بہ ساتھ ساتھ ہیں۔

ے خراب نرگس فسانہ ہوں نین کی قسم
برنگ بلبل دیوانہ ہوں چمن کی قسم(۲۸)

سفر، نرگس، فسانہ، بلبل اور چمن کو ایک دوسرے سے تشبیہ دی گئی ہے اس شعر میں بھی مشبہ بہ اور مشبہ دونوں ساتھ ہیں۔

اس مثال سے یہ باور کروایا گیا ہے کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے خدا نے ہر انسان کو پاک پیدا کیا ہے لیکن شیطان کے بہکاوے میں آکر خود اپنے اوپر گندگی ڈالتا ہے اور انسان کی یہی سب سے بڑی کمزوری ہے۔ایک قرآنی آیت دیکھیں:

"كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (ال عمران ۱۱۰:۳)

"تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے وجود میں لائی گئی، نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے باز رکھتے ہو۔"(۲۹)

یہاں مسلمانوں کو نیک کام کرنے کی تلقین کی گئی ہے کہ لوگوں کو اچھے سے کھلاؤ پلاؤ اور اسلام کو عام کرو اور تہجد کی نماز ادا کرو یہی وہ عمل ہے۔

تشبیہ مرسل:

"تشبیہ مرسل سے مراد ایسی تشبیہ ہے جس میں حرف تشبیہ مذکور ہو۔"(۳۰)

تجھ لب کی صفت لعل بدخشاں سوں کہوں گا
جادو ہیں ترے نین غزالاں سوں کہوں گا (۳۱)

اقتباس ملاحظہ کریں:

"عرب کے مشرکوں کا یہ عقیدہ تھا کہ کاہن جو غیب کا حال بتاتے ہیں اور شاعر جو پر جوش اور پر تاثیر کلام نظم کرتے ہیں یہ شیطانوں سے سیکھ کر بتاتے اور کرتے ہیں اور یہی بات وہ محمد رسول اللہ کی نسبت بھی (نعوذ باللہ) کہتے تھے، قرآن نے ان کے جواب میں کہا درخت پھل سے اور شے اپنے آثار سے پہچانی جاتی ہے:

"إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَنٌ عَلَى الَّذِينَ امَنُوا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ إِنَّمَا سُلْطَنُهُ عَلَى الَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَهُ وَالَّذِينَ هُمْ بِهِ مُشْرِكُونَ (النحل ۱۶:۹۹،۱۰۰)

شیطان کا زور ایمان والوں پر نہیں چلتا اور نہ ان پر جو اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں، اس کا زور ان ہی پر چلتا ہے جو اس سے دوستی کرتے ہیں اور اپنے رب کا شریک ٹھہراتے ہیں۔"(۳۲)

درج بالا آیت میں اس شیطان کے بارے میں بتایا گیا ہے جو انہی لوگوں کو بہکاتا ہے جو اس کے بہکاوے میں آجاتے ہیں ایمان والے کبھی بھی شیطان کی طرف راغب نہیں ہوتے۔

تشبیہ موکد:

"وہ تشبیہ جس میں حروف تشبیہ مذکور نہ ہو تشبیہ موکد کہلاتی ہے"(۳۳)

اب اپنا محل بنائیں گے
اب اور کے در پہ نہ جائیں گے
اک گھر کی راہ سجھائی دی
اک دنیا نہیں دکھائی دی"(۳۴)

اس شعر میں تشبیہات پر اگر غور کیا جائے تو اپنے گھر کو محل سے تشبیہ دی گئی ہے۔

ایک آیت ملاحظہ فرمائیں:

"اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَ مِنَ النَّاسِ (الج ۷۵:۲۲)

خدا فرشتوں میں سے اپنے پیغمبر چن کر پسند کرتا ہے اور آدمیوں میں سے"۔(۳۵)

درج بالا آیت سے اندازہ ہوتا ہے کہ خدا نے اپنے پیغمبر کے لیے چن کا لفظ استعمال کیا ہے یعنی گناہوں سے پاک صاف بندے خدا چنتا ہے۔

یہاں چھوٹی چھوٹی نیکیوں کی بات کی گئی ہے کہ اسلام نے چھوٹے سے چھوٹے عمل کو نیکی سے منسوب کیا ہے یہاں تک کہ اپنے مسلمان بھائی کی طرف دیکھ کر مسکرانااور راستہ سے کسی تکلیف دے چیز کو ہٹانا بھی نیکی ہے جس کا اجر وثواب بہت زیادہ ہے۔

تشبیہ تسوید:

"ایسی تشبیہ جس میں ایک سے زیادہ مشبہ بہ ہوں تشبیہ تسوید کہلاتی ہے۔"(۳۶)

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی
عرب کی زمین جس نے ساری ہلا دی(۳۷)

شعر میں بجلی کا کڑکا اور صوت ہادی دونوں مشبہ ہیں جبکہ عرب کی زمین دہلانے والے سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک ہے یعنی آپ مشبہ بہ ہیں اس شعر میں مشبہ دو ہیں اور مشبہ بہ ایک ہے یہ تشبیہ تسوید کی ایک عمدہ مثال ہے۔

ایک اور مثال دیکھئیے:

"کل معروف صدقة (بخاری کتاب الادب باب کل معروف صدقة ج ۲ ص ۸۹۰)
ہر نیکی کا کام خیرات ہے"۔(۳۸)

اسلام کا دائرہ نہایت وسیع ہے اس میں ہر چھوٹی سے چھوٹی نیکی کا اجر بھی بہت بڑا ہے اور یہی اس کی خوبصورتی ہے۔

ایک اور آیت کا دیکھیں جس کا ترجمہ یہ ہے:

اے ایمان والو! اپنی خیراتوں کو جتا کر یا ستا کر برباد نہ کرو، جس طرح وہ برباد کرتا ہے، جو اپنے مال کو لوگوں کے دکھانے کو خرچ کرتا ہے اور خدا اور آخری دن پر یقین نہیں رکھتا"۔(۳۹)

اس آیت کے پس منظر کو اگر دیکھا جائے تو اشارہ ان لوگوں کی طرف ہے جو آخرت کو جھٹلاتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہیں رکھتے۔

"وَمِنْ خَلَقْنَا أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ (الاعراف: ۷-۱۸۱)
ہمارے مخلوق بندوں سے ایک اُمت ہے، جو حق کی راہ دکھاتی اور حق کا انصاف کرتی ہے، (اور کرتی رہے گی
"۔(۴۰)

اس سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مبارکہ جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیک کام کرنے اور نیکی کی طرف راغب کرنے کی تلقین کی ہے۔

حوالہ جات

1. عابد علی عابد، سید، البیان، لاہور: علم عرفان پبلشرز، جون ۲۰۰۳، ص:۲۱
2. امام بخش، حدائق البلاغت، کانپور: منشی نول کشور پریس، ۱۸۸۷، ص:۴، ۳
3. جلال الدین، سید، نسیم البلاغت، کراچی، ادارہ شرکت مصنفین، س۔ن
4. سحر دیبی پرشاد، معیار البلاغت، لکھنو: مطبع نامی منشی کنول کشور، ۱۹۰۶ص:۶
5. عابد علی عابد، سید، البیان، ص:۱۶
6. سحاب خان، نگارستان، لاہور: مکتبہ جمال، ۲۰۱۹ء، ص:۱۴۳
7. عابد علی عابد، سید، البیان، ص:۷۹
8. سلیمان ندوی، سید، سیرت النبی ﷺ، جلد چہارم، اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، نومبر، 2015ء، ص:۲۰۸
9. ایضاً ص:۴۲۳
10. سلیمان ندوی، سید، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جلد چہارم، ص:۴
11. سلیمان ندوی، سید، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جلد سوم، ص:۶۱۷

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

12. ایضاًجلد چہارم، ص:۶۱۷
13. ایضاًجلد ششم ص:۳۴
14. سلیمان ندوی، سید، سیرت النبیصلی اللہ علیہ والہ وسلم، جلد سوم، ص ۲۰۲
15. سلیمان ندوی، سید، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، جلد ششم، ص:۱۵۵
16. سحاب خان، نگارستان، ص:۱۴۵
17. عابد علی عابد، سید، البیان، ص:۱۳۲
18. سلیمان ندوی، سید، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، جلد سوم، ص:۴۶۱
19. عابد علی عابد، سید، البیان، ص:۱۳۳
20. سحاب خان، نگارستان، ص:۱۴۵
21. سلیمان ندوی، سید، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، جلد ہفتم، ص ۵۲
22. مزمل خان، ڈاکٹر، اُردو میں علم بیان اور بدیع کے مباحث، لاہور: فکشن ہاؤس، ۲۰۲۰ء، ص: ۲۶۵
23. سلمان ندوی، سید، سیرت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم، جلد ششم، ص:۲۲۷
24. سحاب خان، نگاررستان، ص:۱۴۵
25. سلیمان ندوی، سید، سیرت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم جلد، سوم، ص:۵۸۵
26. ایضاً، جلد پنجم، ص:۲۱۲
27. ایضا، ص:۳۱۲
28. ایضاً، ص:۱۱۸
29. ایضا، ص:۴۷۰
30. مزمل خان، ڈاکٹر، اردو ادب میں علم بیان اور بدیع کے مباحث، ص:۲۵۶
31. سلیمان ندوی، سید، سیرت النبیصلی اللہ علیہ والہ وسلم، جلد ششم، ص:۱۶۲
32. ایضا، جلد ششم، ص:۵۲۳
33. سلیمان ندوی، سید، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم جلد چہارم، ص ۴۳۴
34. ایضاًص:۲۲۲
35. ایضاً، جلد ہفتم، ص:۱۴
36. سلیمان ندوی، سید، سیرت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم، جلد چہارم، ص:۷۱
37. ایضا، جلد ہفتم، ص:۱۹
38. ایضا، جلد پنجم، ص:۳۷
39. مزمل حسین، ڈاکٹر، اردو ادب میل میں بیان اور بدیع کے مباحث، ص:۲۸۳
40. سلیمان ندوی، سید، سرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، جلد پنجم، ص:۳۷